50182
369

۲۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) ایک عورت عمرہ کی ادائیگی کے لئے پاکستان سے سیدھا مکۃ المکرمہ جارہی ہے، اور آغازِ سفر میں ایامِ ماہواری شروع ہو جاتا ہے اور اس کا ابتدائی طور پر مکہ مکرمہ میں صرف دو دن قیام ہے اس کے بعد اس نے مدینہ منورہ چلے جانا ہے، پھر کچھ دن مدینہ میں قیام کر کے دوبارہ مکہ مکرمہ آجانا ہے، اب اس عورت کو جو پاکستان سے سفر شروع کرتے وقت ایام ماہواری شروع ہو گئے اور پاک ہو کر عمرہ کرنے سے پہلے مدینہ جانا ہے تو ایسی صورت میں یہ عورت عمرہ کے احرام کے بارے میں کیا کرے؟

(۲) اگر کوئی عورت جس نے ابھی تک احرام نہیں باندھا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جارہی ہے اور اس کے بعد مکہ سے ہی اپنے ملک چلی جائے گی لیکن مدینہ سے روانگی کے وقت اسے ماہواری آگئی اور مکہ میں اس کا قیام اتنی مدت کا ہے کہ اس کے ایام ماہواری مکمل نہیں ہوں گے تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟ آیا عمرہ ادا کئے بغیر اپنے ملک چلی جائے یا اس عورت کے لئے کوئی اور حکم ہے؟

برائے مہربانی مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

(برائے مہربانی حضرت استاذ محترم مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے تصدیق کروا دیں۔)

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۷۷۶/۸۱
مورخہ
جامعہ دارالعلوم کراچی

محمد عادل شیخ

۰۳۴۲-۶۰۰۰۴۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلّیاً

(۱)۔۔۔ صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جائیگی کیونکہ فقہاء احناف کے نزدیک آفاق سے حدود حرم میں جانے والے کے لئے بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے، حالت احرام میں مکہ مکرمہ جانے کے بعد ماہواری سے پاک ہونے سے پہلے اور افعال عمرہ کرکے احرام سے حلال ہونے سے پہلے مدینہ منورہ جانے کی نوبت آجائے تو اسی حالت میں مدینہ منورہ جاسکتی ہے، مدینہ منورہ جانے سے احرام ختم نہیں ہوگا بلکہ وہ بدستور حالت احرام میں رہے گی، البتہ جب تک پاک نہ ہو اس وقت تک مسجد کے اندر جانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، پاک ہونے کے بعد سلام پیش کرنے کے لئے مسجد جاسکتی ہے، اور یہ عورت چونکہ ابھی تک حالت احرام میں ہے اس لئے مدینہ منورہ سے واپس مکہ مکرمہ آتے وقت دوبارہ احرام باندھنا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک احرام پر دوسرا احرام باندھنا جائز ہی نہیں ہے، بلکہ مکہ مکرمہ آنے کے بعد پاکی کی حالت میں افعال عمرہ کرکے حلال ہوجائیگی۔

(۲)۔۔۔ مذکورہ عورت اگر وطن روانگی تک مدینہ منورہ ہی میں رہے اور پھر مدینہ منورہ سے براہ راست جدہ ایئرپورٹ آجائے یا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ نہ آئے بلکہ حل میں کسی جگہ مثلاً جدہ تک آجائے اور وہیں قیام کرلے پھر وہاں سے وطن واپس آجائے تو اس پر کوئی عمرہ یا دم لازم نہ ہوگا، لیکن ان دونوں صورتوں پر عمل کرنا ممکن نہ تو اس کے لئے بنیادی طور پر تین صورتیں ہیں :

پہلی صورت:

اگر پاک ہونے تک مکہ مکرمہ میں قیام کی مدت کو بڑھا ممکن ہو تو مدت بڑھالے اور مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آجائے اور پاک ہونے کے بعد افعال کرکے حلال ہوجائے۔

دوسری صورت:

اگر قیام کی مدت بڑھنا ممکن نہ ہو اور مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آجائے تو اور پاک ہونے سے پہلے وطن واپسی کی نوبت آجائے تو اصل حکم یہ ہے کہ اسی حالت احرام میں وطن آجائے اور پاک ہونے کے بعد شوہر یا کسی محرم کے ساتھ مکہ مکرمہ جاکر عمرہ کرکے احرام سے حلال ہوجائے، مگر ایسی صورت میں عورت احرام کی پابندیوں کے ساتھ وقت گزارے گی، اور ظاہر ہے کہ حرم سے باہر اپنے گھر میں یہ پابندیاں نباہنا بہت مشکل ہے۔

نیز ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر ایسی خاتون عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد ماہواری کی حالت میں عمرہ کریگی تو اس کا عمرہ ادا ہو جائیگا لیکن اس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگی اور پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کو لوٹانا واجب ہوگا، اگر نہیں لوٹائیگی تو دم واجب ہوگا اور ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کی وجہ سے جو گناہ ہوا ہے اس پر توبہ

دار الافتاء

واستغفار کرنا بھی واجب ہوگا۔... لیکن حضرات فقہاء کرام نے حالت حیض میں طواف کرنے کا حکم یا ترغیب نہیں دی۔

تیسری صورت:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر حج یا عمرہ کی نیت نہ ہو تو آفاقی کے لئے بغیر احرام کے بھی حدود حرم میں آنا جائز ہے، لہٰذا مذکورہ عورت کے لئے مذکورہ صورتوں میں سے کسی بھی صورت پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ جانا چاہے تو جاسکتی ہے، لیکن فقہ حنفی کے مطابق اس کے ذمہ عمرہ یا حج واجب ہو جائیگا اور ایک دم بھی واجب ہوگا، البتہ اگر ایک سال کے اندر اندر حج یا عمرہ کے لئے جائیگی خواہ کسی بھی نیت سے احرام باندھ کر جائے یعنی عمرہ مسنونہ یا حج نفل کی نیت ہو یا حج فرض کی نیت ہو یا نذر کا عمرہ یا حج کرنے کی نیت ہو، بہر صورت مذکورہ واجب شدہ حج یا عمرہ ادا ہو جائیگا اور جو دم واجب ہوا تھا وہ ساقط ہو جائیگا، لیکن اگر ایک سال کے اندر اندر حج وعمرہ نہ کرے بلکہ اگلے سالوں میں کریگی تو باقاعدہ واجب شدہ حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا لازم ہوگا اور جو دم واجب ہوا تھا وہ ساقط نہ ہوگا ادا کرنا واجب ہوگا۔ (زبدۃ المناسک ص:۴۲۰) دم کے لئے کم از کم ایک سال کا بکرا یا بکری دنبہ یا دنبی حدود حرم میں ذبح کرنا اور اس کا گوشت فقراء اور مساکین کو صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا یا مالداروں کو کھلانا جائز نہیں ہے۔

(۱)...فی غنیۃ الناسک (ص ۲۳۰)

الجمع بین النسکین او اکثر معا او اضافۃ بان (۱) یجمع بین عمرۃ وحجۃ او (۲) بین حجتین فاکثر او (۳) بین عمرتین فصاعدا۔۔الثانی مکروہ تحریما علی ظاہر الروایۃ او علی الصحیح منہ، لانہ بدعۃ کالثالث وہو مکروہ تحریما بلا خلاف فتح۔(وفی مناسک ملا علی القاری ایضا ۲۹۰)

(۲)...وفیہ ایضا (ص ۲۷٤)

ولو ہم الرکوب علی القفول ولم تطہر فاستفتت ہل تطوف ام لا؟ فلو یقال لہا: لاتحل لک دخول المسجد، وان دخلت وطفت أثمت وصح طوافک الخ

(۳)...فی مناسک ملا علی القاری (ص ۸۰)

وحکمہا (ای حکم مواقیت الآفاقی) وجوب الاحرام منہا لاحد النسکین ای بالاجماع مع جواز تقدمہ علیہا بلا خلاف وتحریم تاخیرہ عنہا ای لمن اراد احد النسکین ایضا بلا نزاع وانما الخلاف ماذکرہ بقولہ: لمن اراد دخول مکۃ او الحرم وان کان لقصد التجارۃ او غیرہا ای من ارادۃ النزہۃ او دخول بیتہ ولم یرد نسکا ای عند دخولہ فیہا، فعندنا یجب الاحرام مطلقا وعند الشافعی لا یجب الا اذا قصد نسکا۔

(٤)...وفی الفقہ الاسلامی وادلتہ (ج ۳ ص ۲۱۲۸)

هذه المواقيت الخمسة لغير المقيم بمكة منقسمة بحسب جهات الحرم ولا يجوز ان يتجاوزها الانسان مريدا بالحج والعمرة الا محرما باحد هذين النسكين۔

(٥)...وفيه ايضا (ج٣ ص ٢١٣٠)

حكم الداخل الى مكة بعد أن حج واعتمر

قال الشافعية: من حج واعتمر حجة الاسلام وعمرته، ثم اراد دخول مكة لحاجة لا تتكرر كزيارة او تجارة او رسالة او كان مكيا مسافرا فاراد دخولها عائدا من سفره فهل يلزمه الاحرام بحج او عمرة؟ فيه تفصيل:

أ---ان دخلها القتال بغاة او قطاع طريق او غيرهما من القتال الواجب او المباح او دخلها خائفا من ظالم او غريم يمسه وهو معسر لا يمكنه الظهور لاداء النسک الا بمشقة ومخاطرة، لم يلزمه الاحرام بلا خلاف، لان النبى صلى الله عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح بغير احرام، لانه كان لا يامن ان يقاتل۔

ب---يستحب لكل داخل الى مكة لا يتكرر دخوله الاحرام ويكره الدخول بغير احرام فمن دخل مكة لحاجة لا تتكرر كالتجارة والزيارة وعيادة المريض فالاصح عند الشافعية ان يستحب له الاحرام ولا يجب مطلقا، وقال مالک واحمد يلزمه، وقال ابو حنيفة: ان كانت داره فى الميقات او اقرب الى مكة جاز دخوله بلا احرام والا فلا۔

ج---من كان يتكرر دخوله كالحطاب والحشاش والصياد والسقاء والبريد والسائقين ونحوهم، يجوز دخوله بغير نسک لما روى ابن عباس لا يدخل احد مكة الا محرما ورخص للحطابين، ولان فى ايجاب الاحرام على هولاء مشقة۔

(٦)...وفى الموسوعة الفقهية الكويتية (ج٢ ص ١٤٧)

من مر بالمواقيت يريد دخول الحرم لحاجة غير النسک اختلف فيه:

ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة الى انه يجب عليه الاحرام لدخول مكة او الحرم المعظم المحيط بها وعليه العمرة ان لم يكن محرما بالحج۔

وذهب الشافعية الى انه اذا قصد مكة او منطقة الحرم لحاجة لا للنسک جاز له ألا يحرم۔

(٧)...وفيه الموسوعة ايضا (ج١٧ ج١٩٦)

يجوز لمن يخرج من الحرم الى الحل ان يدخل الحرم بغير احرام ولو لم يكن من اهل الحرم كالآفاقى المفرد بالعمرة والمتمتع، وهذا باتفاق الفقهاء، كذلک يجوز دخول الحرم لقتال مباح او خوف من ظالم او لحاجة متكررة كالخطابين والصيادين ونحوهما بغير احرام، لان النبى صلى الله عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح بغير احرام، وفى وجوب الاحرام على من تتكرر حاجته مشقة۔

(٨)...فى مناسک ملاعلى القارى (ص ٨٧)

دار الافتاء

ومن دخل ای من اهل الافاق مکۃ او الحرم بغیر احرام فعلیہ احد النسکین ای من الحج او العمرۃ و کذا علیہ دم المجاوزۃ او العود۔(وغنیۃ الناسک ص٦٢)

(٩)...وفی غنیۃ الناسک(ص ٦٢)

ومن دخل مکۃ او الحرم بلا احرام فعلیہ احد النسکین فلو احرم بہ بعد تحول السنۃ او قبلہ من مکۃ او خارجہا داخل المواقیت أجزأہ وعلیہ دم المجاوزۃ، فان عاد الی میقات ولبی عندہ سقط عنہ دم المجاوزۃ ایضا، فلو احرم من عامہ ذلک بما علیہ من حجۃ الاسلام او منذورۃ او قضاء او عمرۃ منذورۃ او قضاء و کذا بعمرۃ مسنونۃ او مستحبۃ أجزأہ عما لزم بالدخول، او بآخر دخولہ من النسک وان لم ینو عنہ لتلافیہ المتروک من وقتہ وعلیہ قضاء ما بقی من النسک، فان احرم بہ بعد ما عاد الی میقات سقط عنہ ما لزمہ بالمجاوزۃ او بآخر مجاوزتہ من الدم ایضا۔۔۔فان تحولت السنۃ لا یجزئہ عنہ لصیرورتہ دینا بتحول السنۃ ولا یسقط بہ الدم الا باحرام مقصود بالاتفاق۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

١٤/ ربیع الثانی ١٤٣٧ھ

٢٥/ جنوری ٢٠١٦ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ

١٥/٤/١٤٣٧ھ

مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ٨١/١٧٢٤

مؤرخہ ١٦/٤/٣٧ھ